باشندوں کی معاشی کفالت کرتی ہیں تو محدود پیمانے پر، لہٰذا مجبوراً بیمہ کرانا پڑتا ہے۔ چند سرمایہ داروں نے بیمہ کو باقاعدہ کاروبار بنا کر غریب پالیسی ہولڈر کی آمدنی میں حصہ دار بننے کا حق حاصل کرلیا ہے۔ نیز ایسی کمپنی جو متوفی قبل از وقت کی اولاد کی جو بھی امداد کرتی ہے' اس کا بار ملک کے تمام باشندوں پر نہیں بلکہ انہی چند ہزار افراد کی جیب پر پڑتا ہے جو بیمہ میں شریک ہوتے ہیں۔ کیونکہ بیمہ کمپنی کے منتظمین یا منیجرز ادائیگی اپنی جیب سے نہیں کرتے بلکہ پالیسی ہولڈرز کی رقم سے جو منافع حاصل ہوتا ہے اس کا ایک حصہ کسی ایک بیمہ شدہ قبل از وقت مرنے والے شخص کی اولاد کو یکمشت ادا کرتے ہیں۔ پھر سودی کاروبار کی جملہ خرابیاں بھی اس میں شامل ہوتی ہیں۔ اگر اسلامی معاشی نظام کی ترویج ہو تو نہ کوئی باپ مرنے سے اس لیے خوف زدہ ہوسکتا ہے کہ اس کے بچے یتیم ہوجائیں گے (اور محتاجی کا شکار ہوجائیں گے)، بیوی بیوہ ہوکر لاوارث ہوجائے گی۔ نہ کسی کو اس کا خطرہ رہ سکتا ہے کہ اگر اتفاقی طور پر☆ کسی مصیبت کا شکار ہوکر میرا ہاتھ خالی ہوگیا' تو علاج کون کرے گا؟ میرے بچے کیا کھائیں گے؟

اگر تاجر کو خسارہ آجائے، کسان کو زراعت میں نقصان پہنچے، کوئی لنگڑا یا اندھا ہوجائے، بوڑھا ہوجائے تو اسلامی نظامِ معیشت اطمینان دلاتا ہے کہ غریبوں کی اولاد کے لیے ''بیت المال'' یعنی سرکاری خزانے میں مستقل کافی رقم پڑی ہے جو ہر غریب مقروض کا قرض اتارنے کے لیے استعمال میں لائی جائے گی۔ نہ سودی قرض کی حاجت، نہ جائیداد بیچنے کی چنداں ضرورت' کہ ان کے قرض کی ادائیگی کا سامان سرکاری خزانے میں موجود ہے۔ بیوپاری مسافر کو یہ فکر لاحق نہیں ہوتی کہ کس جگہ جا کر میرا ہاتھ خالی ہوگا۔ ہر ضلع کے مقامی خزانے میں اس کی امداد کا فنڈ موجود ہوتا ہے۔'' [اسلامی معاشیات]

خلاصہ کلام: موجودہ مروجہ نظامہائے انشورنس قمار (جوا) اور سود کے اصولوں پر قائم ہیں، اس لیے حرام اور ناجائز ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان غیر شرعی کاموں سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ دنیا کے معمولی فائدے کے لیے ہمیشہ کی زندگی برباد کردیں۔ اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کی معیشت کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالے اور باشندگان ریاست کو اکل حلال کے مواقع فراہم کرتے ہوئے اکل حرام سے بچانے کی تدبیر کرے، تاکہ دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوسکیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

☆ ''اتفاقی'' کے بجائے ''تقدیری طور پر'' یا ''تقدیراً'' کہنا بہتر ہے؛ کیونکہ جو بھی واقعہ ہماری نظر میں اتفاقی (ناگاہ) ہوتا ہے، وہ اللہ کے حکم کے مطابق پہلے سے ہی تقدیر میں درج شدہ ہوتا ہے۔ (ابو محمد)

اجتماعی زندگی میں عورت کی مشارکت

اجتماعی زندگی میں عورت کی مشارکت

ا۔ ڈاکٹر احمد علی امام ۲۔ مسز ناہید قریشی ترجمہ و تلخیص: عبدالرحیم روزی

(۱) بہت ساری خواتین اسلام قبول کرنے میں مردوں پر سبقت لے گئیں:

ا۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:''یہ مجھ پر ایمان لائی جب لوگوں نے میری نبوت کا انکار کیا، میری تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی، اپنے مال و دولت سے میری مدد کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے اولاد دی جبکہ دوسری ازواج مطہرات سے نہیں دی۔'' [مسند أحمد ح: ۲۲۷۱۹]

حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے ابتدائی تبلیغی مشن کو کامیاب کرنے میں مدد دی اور جب پہلی وحی کے اترنے پر آپ ﷺ خوفزدہ ہوئے تو جہاندیدہ خاتون نے یوں حوصلہ دیا: ''**کلا واللہ لا یخزیک اللہ أبداً، إنک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتعین علی نوائب الحق**'' [بخاری: کتاب بدء الوحی]

۲۔ ام الخیرؓ والدہ صدیق اکبرؓ، اپنے دوسرے بیٹوں اور شوہر ابو قحافہ سے پہلے مسلمان ہوئی۔

۳۔ فاطمہؓ ہمشیرہ عمرؓ تمام گھر والوں اور بہن بھائیوں سے پہلے مسلمان ہوئی۔

۴۔ اسماءؓ بنت ابی بکر الصدیقؓ تمام بھائیوں اور دادا ابو قحافہ سے پہلے اسلام لائی۔

۵۔ ام المؤمنین سودہؓ بنت زمعہ عامریہ اپنی پوری قوم سے پہلے مسلمان ہوئی۔

۶۔ سمیہؓ بنت خیاط اسلام میں پہلی شہید خاتون ہیں اور اسلام پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتی ہوئی صرف زبانی طور پر بھی کفر کا لفظ زبان پر لانے سے انکار کیا۔

(۲) صحابیات مردوں کے ساتھ حبشہ کی طرف، پھر مدینہ کی جانب بھی ہجرت کر گئیں۔

(۳) صحابیات بھی اسلام کی تبلیغ میں سرگرم رہیں: ا۔ ام شریکؓ، قریش کی خواتین کو خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دیتی تھی، جس کی پاداش میں سخت ایذائیں برداشت کیں، مگر قدم نہیں ڈگمگائے۔

۲۔ نسیبہؓ بنت کعب اور اسماءؓ بنت عمرو ہجرت نبوی سے قبل ہی بیعت کر کے مدینہ جا کر اسلام کی تبلیغ کرتی تھیں۔

(۴) بعض صحابیات نے ''جہاد'' بھی کیا، مثلاً: صفیہؓ بنت عبدالمطلب، ام عمارہ مازنیہؓ، ام الفضلؓ زوجہ عباس

وغیرہ خواتین بہت سارے مرد صحابہ کرامؓ پر رزم گاہ میں سبقت لے گئیں۔

۲۔ حضرت صفیہؓ نے جنگ خندق میں ایک یہودی کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

۳۔حضرت نسیبہؓ نے جنگ اُحد میں آپ ﷺ کے آگے پیچھے دائیں بائیں جنگ لڑی۔

(۵) اسلام میں خواتین کی بیعت، مردوں کی بیعت سے پہلے پیش آئی۔

(۶) دور جاہلیت میں خواتین میراث سے بالکل محروم تھیں، اسلام نے انہیں اپنے مال کا خودمختار مالک بنایا۔

(۷) اسلام نے پُر خطر اور اہم موقعوں پر بھی انہیں امانت و دیانت کے قابل سمجھا۔

جبکہ دور جاہلیت میں خواتین کو بھید کی باتوں اور راز دارانہ کاموں میں امین نہیں سمجھا جاتا تھا۔

۱۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر حضرت اسماءؓ نے ابتدائے ہجرت سے انجام سفر تک کے تمام امور چھپائے رکھا۔

۲۔ امیر المؤمنین عمر فاروقؓ اہم امور میں صحابیہ شفاءؓ بنت عبداللہ اور سمراءؓ بنت نہیک سے مشورہ لیتے تھے۔

۳۔ حضرت خولہؓ بنت حکیم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسئلہ ''ظہـار'' میں بحث کیا۔آپ ﷺ نے ان کی بات اچھی طرح سنی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے حل کے لیے سورۃ المجادلۃ نازل فرمائی۔

(۸) صحابیاتؓ اور بعد کی خواتینؒ نے احادیث مبارکہ روایت کیں۔ علمائے جرح و تعدیل نے خواتین راویوں کو اتنا جھوٹ میں ملوث وغیرہ نہیں پایا جتنا مردوں کو پایا۔[میزان الاعتدال ۲/۲۹۵]

(۹) بعض خواتین زخمیوں اور بیماروں کا علاج معالجہ کرتی تھیں۔اس مقصد کے تحت حضرت رفیدہ انصاریہؓ اور کعیبہ بنت سعد اسلمیہؓ کے لیے مسجد نبوی میں دو خیمے نصب کیے گئے تھے۔

(۱۰) حضرت سلامہؓ بنت حر' بھیڑ بکریاں چرایا کرتی تھی۔

(۱۱) فتح مکہ پر ام ھانیؓ بنت ابی طالب اور ام حکیمؓ بنت حارث بن ہشام کو امان دینے کا حق عطا کیا گیا۔

(۱۲) اسلام نے انہیں اپنے باپ کی طرف نسبت کرنے کا شرف عطا کیا، نہ کہ شوہر کی طرف' جو زندگی میں کئی بار بدل بھی سکتے ہیں۔مغرب کی عورت اس نعمت سے محروم ہے۔

(۱۳) بیعت عقبہ ثانیہ ایک سیاسی اور جنگی بیعت تھی۔اس میں بھی دو صحابیات: ام عمارہ نسیبہؓ بنت کعب اور ام منیع اسماءؓ بنت عمرو (معاذ بن جبلؓ کی ماں) شریک ہوئی۔

(۱۴) بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت کی ہوئی خواتین سے الگ بھی بیعت لی گئی، جن میں ام کلثومؓ بنت عقبہ، شفاءؓ بنت

عبداللہ، اسماءؓ بنت یزن اورام سکن اسلمیہؓ شامل ہیں۔ [الإصابة ۷/ ۱۲۰، ۸/ ۲۷۵]

(۱۵) نبی اکرم ﷺ نے ام المؤمنین ام سلمہؓ کے مشورے کے مطابق صلح حدیبیہ کے موقع پر پہل کر کے سر منڈوادیا۔ یہ تدبیر کارآمد ثابت ہوئی۔

(۱۶) اسماءؓ بنت یزید انصاریہ نے خواتین کی نمائندگی کر کے آپ ﷺ سے ضروری سوالات کیے۔ آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: ''هل سمعتم مقال امرأة أحسن سؤالاً عن دينها من هذه؟''

(۱۷) اس صحابیہ کے اعتراض پر کہ ''ماجعل الله ذلک إليک يا ابن الخطاب وقد قال الله تعالى: ﴿ وإن أردتم استبدال زوج مكان زوج وآتيتم إحداهن قنطاراً فلا تأخذوا منه شيئا ﴾[النساء: ۲۰]

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ألا تعجبون؟ أمير أخطأ وامرأة أصابت حتى أن المرأة أفقه منک يا عمر'' ☆

[بشکریہ ہفت روزہ المجتمع کویت ۲/۸/۲۰۰۸]

ادیان باطلہ میں عورت کا مقام:

حقیقت یہ ہے کہ نظام الٰہی کے برعکس قدیم ترین مذاہب میں صنف نازک کے حقوق بری طرح پامال کیے گئے ہیں۔

1۔ ''جین مت'' کے نزدیک عورت سب سے بڑی آزمائش ہے۔ مرد کو چاہیے کہ عورت سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے، نہ اس کی طرف دیکھے، نہ بات کرے، نہ اس کا کوئی کام کرے۔ [مثالی مجلہ شمارہ نمبر ۶۲ ''عورت کا اعلیٰ مقام'' مسز ناہید قریشی]

2۔ گوتم بدھ تو اپنی بیوی بچوں کو سوتا چھوڑ کر جنگل بھاگ گیا۔ لہٰذا بدھ مت میں عورت کو بدی کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے اور وہ عورتوں کی نجات کا قائل نہیں۔

☆ یہ حدیث ضعیف ہے اور مذکورہ بالا بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ دینِ اسلام کے تحت عام انسانی زندگی میں خواتین کو مردوں کی طرح مناسب حقوق حاصل ہیں اور ایمان وعمل صالح کے ذریعے حصول نجات اور رحمت الٰہی کے سزاوار ہونے کے مواقع بالکل مساویانہ طور پر حاصل ہیں۔ لیکن جس قسم کی زنانہ مشارکت اس زمانے کے ناعاقبت اندیش لوگ قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کے درپے ہیں کہ عورت ہر محکمے میں اور ہر میدانِ عمل میں مردوں کے ''شانہ بشانہ'' کام کرے، اسمبلیوں میں قانون سازی کرے اور عوام پر حکمرانی کرے تو یہ صریح نصوص شریعت کے بالکل مخالف ہے۔ یہ بلا شبہ ایک معصیت ہے اور اسے ''اسلامی تعلیمات'' سے ثابت کرنے کی کوشش تو بڑا خطرناک ہے۔ (ابو محمد)

3۔ ہندودھرم میں ''آگ، پانی، سانپ اور عورت'' چاروں موجب ہلاکت ہیں۔

4۔ قدیم فارسی میں شوہر کو خصم (عورت کا دشمن) اور عورت کو کوزن/(قابل سزا بری ہستی) کہتے تھے۔

5۔ مزدک نے اسے مشترکہ ملکیت قرار دے کر ذلیل کیا۔

6۔ یونان میں ''عورت'' کو پچاس سیر جو سے زائد چیز خریدنے کا اختیار حاصل نہ تھا۔ جانوروں کی طرح بازاروں میں اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔

7۔ روم میں عورت کو پیدائش سے وفات تک ایک زیرنگرانی قیدی کی حیثیت سے رکھا جاتا تھا۔ اگر اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوجائے تو کچھ عزت حاصل ہوجاتی تھی۔ ان کے ایک بھاری جلسے میں اراکین کافی بحث وتمحیص کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ: وہ ناپاک ہے، اس کو گوشت کھانے، ہنسنے اور بولنے کی اجازت نہیں۔ اس کی زبان بندی کی گئی۔

8۔ یہی ناگفتہ بہ صورت حال فرانس اور انگلستان میں بھی تھی۔ مشہور ڈرامہ نویس شکسپیئر (انگلستان) کی رائے یہ تھی کہ عورت ایک نازک ترین شیطان ہے۔ لوگ اس سے دور رہیں۔

9۔ الہامی ادیان عیسائیت اور یہودیت میں بھی یہ صورتحال تھی۔ بائبل میں عورت کو سانپ قرار دیا گیا ہے۔ عورت کے بارے میں مسیحی عقیدہ ہے کہ ''عورت جہنم کا دروازہ ہے اور تمام بشری آفات کا باعث ہے، اسے اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ عورت ہے۔'' [اخلاقِ یورپ مسٹر لیکی]

10۔ بلاد عرب کے حالات بھی یورپ سے مختلف نہ تھے وہ تو لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی سفاکانہ انداز میں دفن کرتے تھے جس کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے۔☆

☆ یہ تمام عرب میں رائج نہیں تھا، صرف بعض قبائل کا عمل تھا۔ اس کے کئی اسباب تھے:

{1} کچھ لوگ غربت ومفلسی کے خوف سے ایسا کرتے تھے۔ موجودہ ''زمانہ جاہلیت'' میں بھی اسی پہلو کے مدنظر خاندانی منصوبہ بندی پر خوب زور دیا جاتا ہے۔ اس سے قرآن میں سخت منع کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رزاقیت کا اعلان فرمایا۔ [دیکھیے: النحل: ۵۸، ۵۹، التکویر ۸۔۹، الانعام: ۱۵۱، الاسراء: ۳۱] {۲} بعض لوگ دوسرے شخص کو داماد بنانے سے عار کرتے تھے۔ {۳} بعض لوگ عورت کی بدکرداری کی وجہ سے متوقع شرمساری کے خوف سے ایسا کرتے تھے۔

اسلام نے ان خرابیوں سے بچانے کے لیے اللہ کی رزاقیت کا یقین دلایا، نیز پردہ داری اور عفت وعصمت کی تلقین کی۔ (ابومحمد)